السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

الیاس گھمن صاحب نے اپنی ایک تقریر میں کہا ہے کہ اہلحدیث جوہیں وہ منسوخ روایات پر عمل کرتے ہیں اور ہم دیوبندی ناسخ روایات پر عمل کرتے ہیں۔

اور وہ ایک قاعدہ وقانون بتاتے ہیں کہ محدثین کرام رحمہم اللہ اجمعین اپنی احادیث کی کتابوں میں پہلے منسوخ روایات کو یا اعمال کو لائے ہیں پھر انھوں نے ناسخ روایات کو جمع کیا ہے۔ کیا واقعی یہ بات درست ہے؟ اور وہ مثال دیتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ محدثین نے اپنی کتابوں میں پہلے رفع یدین کرنے کی روایات ذکر کی ہیں پھر نہ کرنے کی روایات ذکر کی ہیں یعنی رفع الیدین منسوخ ہے اور رفع الیدین نہ کرنا ناسخ ہے اسی طرح محدثین نے پہلے فاتحہ خلف الامام پڑھنے کی روایات ذکر کی ہیں پھر امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھنے کی روایات ذکر کی ہیں اہل حدیث منسوخ روایات پر عمل کرتے ہیں اور ہم ناسخ پر۔

کیا الیاس گھمن صاحب نے جو قاعدہ وقانون بیان کیا ہے وہ واقعی محدثین جمہور کا قاعدہ ہے اور دیوبندیوں کا اس قانون پر عمل ہے اور اہل حدیث اس قانون کے مخالف ہیں؟ اس کی وضاحت فرمائیں۔ (خرم ارشاد محمدی۔ دولت نگر)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

گھمن صاحب کی مذکورہ کئی وجہ سے غلط ہے تاہم سب سے پہلے تبویب محدثین کے سلسلے میں دس (10) حوالے پیش خدمت ہیں۔

1۔ امام ابوداوَد رحمۃ اللہ علیہ نے باب باندھا:

"باب من لم یر الجہر ببسم اللہ الرحمن الرحیم"

(سنن ابی داوَد: ص 122 قبل ح 782)

اس کے بعد امام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ نے دوسرا باب باندھا:

(باب من جہر بہا" (سنن ابی داوَد: ص 122 قبل ح 786"

یعنی امام ابوداوَد رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم عدم جہر (سراً فی الصلوٰۃ) والا باب لکھا اور بعد میں بسم اللہ بالجہر والا باب باندھا تو کیا گھمن صاحب اوران کے ساتھی اس بات کے لیے تیار ہیں کہ سراً بسم اللہ کو منسوخ اور جہراً بسم اللہ کو ناسخ قرار دیں؟ اور اگر نہیں تو پھر ان کا اصول کہاں گیا؟!

تنبیہ: امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ترک جہر کا پہلے اور جہر کا باب بعد میں باندھا ہے۔

(دیکھئے سنن الترمذی (ص 67-28) قبل ح 244،245

2۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے باب باندھا:

(باب ماجاء فی الوتر بثلاث" (سنن الترمذی ص 122 قبل ح 459"

(پھر بعد میں "باب ماجاء فی الوتر برکعۃ" کا باب باندھا۔ (سنن الترمذی قبل ح 461

"کیا گھمن صاحب اپنے خودساختہ قاعدے وقانون کی روسے تین وتر کو منسوخ اور ایک وتر کو ناسخ سمجھ کر ایک وتر پڑھنے کے قائل وفاعل ہوجائیں گے؟

3۔ امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے کعبہ کی طرف پیشاب کرنے کی ممانعت والا باب باندھا:

(بَاب فِی النَّہیِ عَنِ اسْتِقْبالِ الْقِبْلَۃِ بِغَائِطِ أَوْ بَوْلٍ" (سنن ابن ماجہ ص 48 قبل ح 317"

اور بعد میں "باب الرخصة في ذلك في الكنيف وإباحته دون الصحاري" یعنی صحراء کے بجائے بیت الخلاء میں قبلہ رخ ہونے کے جواز کا باب باندھا۔ (سنن ابن ماجہ ص49 قبل ح322)

کیا گھمن صاحب! قبلہ رخ پیشاب کرنے کی ممانعت کو اپنے اصول کی وجہ سے منسوخ سمجھتے ہیں۔؟

4۔ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے رکوع میں ذکر (یعنی تسبیحات) کے کئی باب باندھے۔ مثلاً

"باب الذکر فی الرکوع" (سنن النسائی ص144 قبل 1047)

اور بعد میں باب باندھا:

"باب الرخصۃ فی ترک الذکر فی الرکوع" (سنن النسائی ص145 قبل 1054)

"کیا گھمن قاعدے کی رو سے رکوع کی تسبیحات پڑھنا بھی منسوخ ہے؟

5۔ امام ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے نماز میں ہاتھ باندھنے کا باب درج ذیل الفاظ میں لکھا:

"وضع الیمین علی الشمال" (مصنف ابن ابی شیبہ 1/390 قبل 3933)

اور بعد میں "باب من کان یرسل یدیہ فی الصلاۃ" یعنی نماز میں ہاتھ چھوڑنے کا باب باندھا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج1 ص391 قبل 3949)

ان دونوں بابوں میں سے کون سا باب گھمن صاحب کے نزدیک منسوخ ہے؟ پہلا یا بعد والا؟ کیا خیال ہے اب دیوبندی حضرات ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھا کریں گے یا الیاس گھمن صاحب کے اصول کو ہی دریا میں پھینک دیں گے؟

6۔ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے نماز عصر کے بعد نوافل پڑھنے سے منع والا باب باندھا:

"النہی عن الصلاۃ بَعدَ العَصرِ" (سنن النسائی ص78 قبل 567)

اور بعد میں "الرخصۃ فی الصلاۃ بعد العصر" یعنی عصر کے بعد نماز (نوافل) کی اجازت کا باب باندھا۔ (سنن النسائی ص79 قبل 574)

"کیا گھمن صاحب کے اصول سے نماز عصر کے بعد نوافل پڑھنے سے ممانعت والی حدیث منسوخ ہے؟

7۔ امام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ نے تین تین دفعہ اعضائے وضوء دھونے کا باب باندھا:

"باب الوضوء ثلاثاً ثلاثاً" (سنن ابی داود ص29 قبل ح135)

اور بعد میں ایک دفعہ اعضائے وضوء دھونے کا باب باندھا:

"باب الوضوء مرۃ مرۃ" (سنن ابی داود ص30 قبل ح138)

کیا وضوء کرتے وقت تین تین دفعہ اعضائے وضوء دھونا منسوخ ہے؟ اگر نہیں تو پھر گھمن صاحب کا قاعدہ کہاں گیا۔؟

8۔ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے سجدوں کی دعا (تسبیحات) کے کئی باب باندھے۔ مثلاً:

"عدد تسبیح فی السجود" (سنن النسائی ص157 قبل 1136)

اور بعد میں: "باب الرخصۃ فی ترک الذکر فی السجود" یعنی سجدوں میں ترک ذکر (ترک تسبیحات) کی رخصت (اجازت) کا باب۔ (سنن النسائی ص157 قبل 137)

"کیا گھمن قاعدے وقانون کی رو سے سجدوں کی تسبیحات بھی منسوخ ہیں؟

9۔ امام ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے "لاجمعۃ ولا تشریق إلا فی مصر جامع"

کا باب باندھ کر وہ روایات پیش کیں۔ جن سے بعض لوگ یہ استدلال کرتے ہیں کہ گاؤں میں جمعہ نہیں پڑھنا چاہیے۔ دیکھئے مصنف ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ (2/101 قبل 5059)

اور انھوں نے بعد میں: "من کان یری الجمعۃ فی القری وغیرہا" جو شخص گاؤں وغیرہ میں جمعہ کا قائل ہے کا باب باندھ کر وہ صحیح روایات پیش کیں، جن سے گاؤں میں نماز جمعہ پڑھنے کا ثبوت ملتا ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج2 ص101۔102 قبل ح5068)

کیا گھمن صاحب اور ان کے ساتھی اپنے نرالے قاعدے کی "لاج" رکھتے ہوئے گاؤں میں نماز جمعہ کی مخالف تمام روایات کو منسوخ سمجھتے ہیں؟ اگر نہیں تو کیوں اور ان کا قاعدہ کہاں گیا؟

10: ۔امام ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے نماز جنازہ میں چار تکبیروں کا باب باندھا"

"ما قالوا فی التکبیر علی الجنازۃ من کبر أربعا"

(مصنف ابن ابی شیبہ 3/299 قبل ح 11416)

اور اس کے فوراً بعد پانچ تکبیروں کا باب باندھا:

"من کان یکبر علی الجنازۃ خمسا"

(مصنف ابن ابی شیبہ 3/302 قبل ح 11447)

کیا گھمن صاحب کی پارٹی میں کسی ایک آدمی میں بھی یہ جرات ہے کہ وہ اپنے اس گھمنی قاعدے قانون اور اصول کی لاج رکھتے ہوئے جنازے کی چار تکبیروں کو منسوخ اور پانچ کو ناسخ کہہ دے؟

اس طرح کی اور بھی کئی مثالیں ہیں۔ مثلاً امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک باب میں سجدہ کرنے سے پہلے گھٹنے زمین پر لگانے والی (ضعیف) حدیث لکھی اور پھر اس کے فوراً بعد دو حدیثیں لکھیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ پہلے دونوں ہاتھ لگائے جائیں۔ دیکھئے سنن النسائی (ص 150۔151 قبل ح 1092، 1091، 1090)

امام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ نے آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو کے ترک کا باب پہلے باندھا ہے اور دوسرے باب میں آگ پر پکا ہوا کھانا کھانے سے وضو ٹوٹنے کی حدیثیں لائے ہیں۔ (دیکھئے سنن ابی داود ح 187۔193 اور ح 194۔195)

معلوم ہوا کہ گھمن صاحب کا مزعومہ قاعدہ قانون اور اصول باطل ہے جس کی تردید کے لیے ہمارے مذکورہ حوالے ہی کافی ہیں اور دیوبندی حضرات میں سے کوئی بھی اصول کو من و عن تسلیم کر کے دوسرے ابواب والی مذکورہ روایات کو منسوخ نہیں سمجھتا۔ لہٰذا اہل حدیث یعنی اہل سنت کے خلاف یہ کودساختہ قاعدہ واصول پیش کر کے پروپیگنڈا کرنا غلط اور مردود ہے۔ بطور لطیفہ اور بطور عبرت و نصیحت عرض ہے کہ نیموی حنفی صاحب نے مسجد میں دوسری نماز باجماعت کے مکروہ ہونے کا باب باندھا:

(مَا استَدَلّ بِهِ عَلَى كَرَاهَةِ تَكْرَارِ الْجَمَاعَةِ فِي الْمَسْجِدِ" (آثار السنن قبل 526"

اور اس کے فوراً بعد دوسری جماعت کرانے کے جواز کا باب باندھا:

(باب ماجاء فی جواز تکرار الجماعۃ فی مسجد" (آثار السنن قبل ح 527"

"کیا یہاں بھی گھمن صاحب اور آل گھمن جماعت ثانیہ کی تکرار کے بارے میں دعوی کراہت منسوخ اور جواز کو ناسخ سمجھ کر جائز ہونے کا فتوی دیں گے۔؟

ایسا ہر گز نہیں ہونا چاہیے کہ ایک اصول و قاعدہ خود بنا کر پھر خود ہی اسے توڑ دیا جائے پاش پاش کر دیا جائے بلکہ "هَبَاءً مَّنثُورًا" بنا کر ہوا میں اڑا دیا جائے۔ اس طرح سے تو بڑی جگ ہنسائی ہوتی ہے۔

کیا آل دیوبند میں کوئی بھی ایسا نہیں جو گھمن صاحب کو سمجھائے کہ اپنی اوقات سے پاؤں باہر نہ پھیلائیں اور اپنے خودساختہ اصولوں کی بذات خود تو مخالفت نہ کریں۔؟

ثابت ہوا کہ اہل حدیث (یعنی اہل سنت) منسوخ روایات پر عمل نہیں کرتے لہٰذا گھمن صاحب نے اپنی مذکورہ تقریر میں خطیبانہ جوش کا مظاہرہ کرتے ہوئے اہل حدیث کے بارے میں غلط بیانی سے کام لیا ہے جسے دوسرے الفاظ میں دروغ گوئی کہا جاتا ہے اور ایسا کرنا شریعت اسلامیہ میں ممنوع ہے۔

منسوخ روایات پر دیوبندی علماء و عوام کے عمل کی دو مثالیں درج ذیل ہیں:

1۔ صبح کی نماز روشنی میں پڑھنا بھی ثابت ہے اور اندھیرے میں پڑھنا بھی ثابت ہے۔

"ایک حدیث میں آیا ہے کہ

"ما صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصلاۃ لوقتہا الآخر حتی قبضہ اللہ"

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات تک آخری وقت میں کبھی نماز نہیں پڑھی۔

(المستدرک للحاکم 1/190 ح 682 وسندہ حسن وصححہ الحاکم علی شرط الشیخین ووافقہ الذہبی)

(اس روایت سے معلوم ہوا کہ صبح کی نماز روشنی میں پڑھنا منسوخ ہے۔ نیز دیکھئے الناسخ والمنسوخ للحازمی (ص 77) اور میری کتاب ہدیۃ المسلمین (حدیث نمبر 8 ص 26۔27

عام دیوبندیوں کا عمل یہ ہے کہ وہ رمضان کے علاوہ باقی مہینوں میں نماز فجر خوب روشنی کر کے یعنی منسوخ وقت میں پڑھتے ہیں۔

2: ۔ایک روایت میں

"وإذا قرأ فأنصتوا"

(یعنی جب امام قرآءت کرے تو تم خاموش ہو جاؤ کے الفاظ آئے ہیں۔ دیکھئے صحیح مسلم (404 ترقیم دالسلام: 905"

(چونکہ اس حدیث کے ایک راوی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے (صحیح مسلم 404 دارالسلام 905

اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فاتحہ خلف الامام کا حکم ثابت ہے:

(دیکھئے جزء القراء للبخاری (153 وسندہ صحیح) آثار السنن (358 وقال واسنادہ حسن) اور میری کتاب علمی مقالات (ج 2 ص 263

حنفیوں کا مشہور اصول ہے کہ اگر راوی اپنی روایت کے خلاف فتویٰ دے تو وہ روایت منسوخ ہوتی ہے لہٰذا اس فتوے کی رو سے "وإذا قرأ فأنصتوا" والی روایت منسوخ ہے لیکن دیوبندی حضرات فاتحہ خلف الامام کے مسئلے پر اپنی کتابوں اور مناظروں میں اس منسوخ حدیث کو بطور حجت پیش کرتے ہیں۔

اپنے ہی اصول خود توڑ کر پاش پاش کر دینا مذہبی خودکشی کی بدترین مثال ہے۔

فاتحہ خلف الامام کا منسوخ ہونا تو بہت دور کی بات ہے کسی ایک بھی صحیح حدیث میں صراحت کے ساتھ فاتحہ خلف الامام کی مخالفت ثابت نہیں۔ دیوبندیوں کے پیارے عبدالحئی لکھنوی صاحب نے علانیہ لکھا ہے:

لم یرد فی حدیث مرفوع صحیح النھی عن قراءۃ الفاتحۃ خلف الإمام وکل ما ذکروہ مرفوعا " "کسی مرفوع صحیح میں فاتحہ خلف الامام کی ممانعت نہیں آئی لوگوں نے اس بارے میں جو مرفوع روایتیں ذکر کی ہیں ان کی یا تو کوئی اصل نہیں یا وہ صحیح نہیں ہیں۔ (التعلیق الممجد ص 101 حاشیہ نمبر 1)

سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدنا عبادہ بن الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین فاتحہ خلف الامام کے قائل و فاعل تھے۔ دیکھئے میری کتاب الکواکب الدریہ (ص 24-27)

کیا یہ جلیل القدر صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین منسوخ پر عمل پیرا تھے؟

حافظ ابن البر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اور یقیناً علماء کا اجماع ہے کہ جو شخص امام کے پیچھے (سورۃ فاتحہ) پڑھتا ہے اس کی نماز مکمل ہے اس پر کوئی اعادہ نہیں ہے۔

(الاستذکار 2/193، الکواکب الدریہ ص 31 نیز دیکھئے میری کتاب نصر الباری فی تحقیق جزاء القراء للبخاری)

نماز میں رفع یدین قبل الرکوع و بعدہ کو منسوخ کہنا کئی وجہ سے باطل ہے جس کی تفصیل میری کتاب نور العینین فی اثبات رفع الیدین میں دیکھی جا سکتی ہے فی الحال گھمن صاحب کے دعویٰ منسوخیت کے ابطال کے لیے دس دلیلیں اور حوالے پیش خدمت ہیں۔

1: رفع یدین کا متروک یا منسوخ ہونا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی ساری زندگی میں کسی ایک نماز کی کسی ایک رکعت میں بھی باسند صحیح و مقبول ثابت نہیں ہے۔

(تنبیہ: اس سلسلے میں امام سفیان ثوری (مدلس) کی عاصم بن کلب سے روایت ان کے "عن" یعنی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے: تفصیل کے لیے دیکھئے نور العینین اور الحدیث حضرو: 67

2: رفع یدین کا منسوخ یا متروک ہونا کسی ایک صحابی سے بھی باسند صحیح و مقبول ثابت نہیں ہے۔

تنبیہ: سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تینوں صحابیوں میں سے کسی ایک سے بھی ترک رفع یدین ثابت نہیں ہے۔ دیکھئے نور العینین۔

اب آل دیوبند کے پسندیدہ علماء کے حوالے پیش خدمت ہیں:

(عبدالحئی لکھنوی نے دعویٰ منسوخیت کو بے دلیل قرار دیا ہے۔ (دیکھئے التعلیق الممجد ص 391

4: انور شاہ کشمیری دیوبندی نے کہا:

"إن الرفع متواتر إسنادا وعملا ولا یشک فیہ ولم ینسخ ولا حرف منہ"

(اور جان لینا چاہیے رفع یدین بلحاظ سند و بلحاظ عمل متواتر ہے، اس میں کوئی شک نہیں یہ منسوخ نہیں ہوا اور اس کا ایک حرف بھی منسوخ نہیں ہوا۔ (نیل الفرقدین ص 22"

یاد رہے کہ یہ قول بطور الزامی دلیل پیش کیا گیا ہے ترک رفع یدین کے سلسلے میں انور شاہ صاحب وغیرہ کے نظریات سے ہم پر رد کرنا غلط ہے۔

(ابو الحسن سندھی حنفی نے رفع یدین کے منسوخ ہونے کا انکار کیا ہے۔ دیکھئے شرح سنن ابن ماجہ (ج 1 ص 282 تحت ح 5858

(بدر عالم میرٹھی نے بھی یہی کہا کہ رفع یدین منسوخ نہیں ہے۔ (البدر الساری 62/255

7۔ شاہ ولی اللہ دہلوی صاحب نے رفع یدین کے بارے میں فرمایا:

"اور جو شخص رفع یدین کرتا ہے میرے نزدیک اس شخص سے جو رفع یدین نہیں کرتا اچھا ہے۔ (حجۃ اللہ البالغہ اردو ج1 ص361 عربی ج2 ص10)"

معلوم ہوا کہ شاہ ولی اللہ صاحب رفع یدین کو منسوخ نہیں سمجھتے تھے۔

سرفراز کان صفدر صاحب نے ایک بریلوی کو مخاطب کر کے لکھا ہے۔ "مفتی صاحب کیا آپ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو مسلمان اور عالم دین اور اپنا بزرگ تسلیم کرتے ہیں؟ اگر ایسا ہے تو آپ کو حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بات تسلیم کرنا پڑے گی اور اگر آپ ان کی بات تسلیم نہیں کرتے تو آپ کو ان کی عبارت کا صحیح محمل بیان کرنا ضروری ہے کیونکہ جیسے وہ ہمارے بزرگ ہیں ویسے ہی وہ آپ کے بھی بزرگ ہیں۔ (باب جنت بجواب راہ جنت ص49)

عرض ہے کہ دیوبندی حضرات اپنے تسلیم کردہ بزرگ کی بات تو مان لیں۔

8۔ صوفی عبدالحمید سواتی صاحب نے کہا: "رکوع جاتے وقت اور اس سے اٹھتے وقت رفع یدین نہ کرنا زیادہ بہتر اور کرلے تو جائز ہے۔" (نماز مسنون ص349)

معلوم ہوا صوفی عبدالحمید صاحب رفع یدین کو منسوخ نہیں سمجھتے تھے۔

رہا ان کا ترک رفع یدین کو زیادہ بہتر کہنا تو یہ ان کی دیوبندیت ہے اور اس پر کوئی صحیح دلیل وارد نہیں ہے لہٰذا زیادہ بہتر والی بات مردود ہے۔

9۔ اشرف علی تھانوی صاحب سے پوچھا گیا۔ "رفع الیدین فی الصلوۃ جائز ہے یا نہیں"

تو انھوں نے جواب دیا۔ "جائز ہے جیسا کہ عدم رفع بھی جائز ہے۔" (امداد الفتاوی ج1 ص148 سوال نمبر208)

معلوم ہوا کہ تھانوی صاحب رفع یدین کو منسوخ نہیں سمجھتے تھے ورنہ کبھی جواز کا فتویٰ نہ دیتے۔

10۔ رفع یدین اور ترک رفع یدین کے بارے میں محمد منظور نعمانی دیوبندی نے کہا:

"دونوں طریقوں کے جائز اور ثابت ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔" (معارف الحدیث ج3 ص265)

عرض ہے کہ ترک تو ثابت نہیں لہٰذا جائز کس طرح ہوا؟ بہرحال اس عبارت سے ظاہر ہے کہ نعمانی صاحب کے نزدیک رفع یدین منسوخ نہیں ہے۔ احادیث صحیحہ آثار صحابہ اور صحابہ اور اپنے تسلیم کردہ اکابر کے مذکورہ حوالوں کے مقابلے میں محمد الیاس گھمن صاحب کا رفع یدین کو منسوخ قرار دینا غلط و مردود بھی ہے اور دیوبندی اکابر کے خلاف بغاوت بھی ہے۔

امید ہے کہ آل دیوبند انھیں سمجھانے کی کوشش کریں گے۔ واللہ اعلم (12/جون 2010ء)

تنبیہ: ابواب (پہلے یا بعد) کے سلسلے میں ہمارے شاگرد سلیم اختر صاحب حفظہ اللہ (کراچی) نے بھی آل دیوبند (کے عبدالغفار) کا بہترین رد لکھا ہے۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ علمیہ

جلد3۔ اصول، تخریج الروایات اور ان کا حکم-صفحہ250

محدث فتویٰ